اباحیت پسندی کا نظریہ

(۲)

مولانا سلطان احمد اصلاحی

شادی کے روایتی ادارے پر تنقید

الکس کمفرٹ (Alex comfort) مذہب کی بنیاد پر استوار شادی کے جابرانہ تصور پر تنقید کرتے ہوئے اس کے بالمقابل جنسی اخلاقیات کی دور حاضر کی مطلوبہ انسانی تشریح کی تفصیل کرتے ہوئے کہتا ہے: "مذہبی قواعد وضوابط نے لگاتار اور مسلسل بعض حرکات اور اعمال کو ہمیشہ اور ہر موقعہ پر گناہ اور نامناسب ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اب ہم قدر کے دعووں کو صرف ایک چیز تک محدود کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ انسانی برتاؤ کے کسی میدان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو دانستہ دوسروں کے مفاد کو نقصان پہنچائے۔ اس نقطہ سے ہٹ کر پوری توقع ہے کہ معیارات کے منابع (Sources of standard) کی حیثیت سے 'نفسیات' اور 'حیاتیات' کا استعمال علمۃ الناس کے فہم وادراک کو وسعت دے گا۔ ساتھ ہی انھیں وہ قوت عطا کرے گا کہ وہ ایک موجود جذباتی مسئلہ کو حل کرسکیں۔ یہ فتویٰ دینے کے بجائے کہ رشتۂ ازدواج سے باہر مباشرت ہمیشہ اور ہر موقعہ پر غلط ہے، اخلاقیات کا یہ نظام فرد کو یاد دلاتا ہے کہ اس کے شریک حیات، اس کے بچوں اور تیسرے شخص کے تئیں اس کی کیا ذمہ داری ہے، اس کا جواب وہ متعین طور پر کس صورت میں دے، اس چیز کو وہ اس کی سماجی حس پر چھوڑتا ہے۔"[1] اسی بات کو مثال کے ذریعہ وہ مزید کھولتے ہوئے کہتے ہیں: "ایک بیوی جو ایک الگ محبوب رکھتی ہے یا شوہر جو ایک

---

[1] Sex in Society P.125

داشتہ رکھتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ جدید برطانوی سماج میں جنسی تعلق کی سادہ ترین صورت پر عمل نہ کر رہے ہوں، لیکن یہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنی مخصوص ضروریات کے سلسلے میں انتہائی معقول اور مطلوب حل کو اختیار کیے ہوئے ہوں۔ اس سلسلے میں اگر کچھ پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں تو وہ اس بات کی علامت ہیں کہ وہ کچھ دشواریوں میں گرفتار ہیں۔ یہ دشواریاں خواہی نخواہی کچھ احساسات کو مجروح کرسکتی ہیں، لیکن اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ اس میں قصور، غصہ اور سماجی عظمت کی بے حرمتی کو شامل کیا جائے، نہ اس کی ضرورت ہے کہ بہرصورت سماج کی مناسب دلجوئی کا سامان کیا جائے۔" اسی سلسلے میں وہ آخری بات کہتے ہیں کہ "فی الحقیقت بہت سی عمدہ شادیوں اور بہت سی عمدہ شخصیتوں کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے لیے بدکاری کی تقویت (adulterous pr-op) کی ضرورت ہوتی ہے یہ چیز ناپختہ (immature) ہوسکتی ہے۔ لیکن اس کا دائرہ کافی پھیلا ہوا ہے اور یہ چیز ناگزیر سی معلوم ہوتی ہے کہ دوسری بہت سی تہذیبوں کی طرح ہماری تہذیب اس کو قبول کرے گی اور اپنے اندر اس کی گنجائش پیدا کرے گی۔"[2] مزید فرماتے ہیں کہ: "بہت سے مرد ہوتے ہیں جنھیں دو امدادی بیویوں (Complementry wives) کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح عورتیں ہوتی ہیں جنھیں دو امدادی شوہروں کی ضرورت ہوتی ہے یا یہ کہ کم از کم دو امدادی محبت کے مراکز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب اگر ہم یہ اصرار کریں کہ اول یہ چیز غیر اخلاقی اور عقیدے کے خلاف (Unfaithfull) ہے دوسرے یہ کہ اگر یہ چیز ہو جاتی ہے تو محبت کے ہر مرکز کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنے لیے خصوصی حقوق کے لیے اصرار کرے، تو ہم صرف ایک مسئلہ کے تئیں غیر ضروری دشواریوں کا اضافہ کرتے ہیں جو ہوسکتا ہے کہ بالکل نہ ہوتیں یا اگر ہوتیں بھی تو برائے نام ہوتیں۔ بشرطیکہ ہر شخص کو اجازت ہوتی کہ وہ مسئلہ کو اپنے انداز سے حل کرے۔"[3]

جب بے حیائی اور بدکاری پر انسان کو اس قدر شرح صدر حاصل ہو تو پھر یہی کہا جاسکتا ہے جیسا کہ کہا گیا کہ: "پاکبازی اور عفت مآبی اگر کوئی نیکی اور بھلائی ہے تو یہ ایسے ہی جیسے کہ فاقہ مستی اور غذا کی قلت۔"[3] (Chastity is no more a virtue than malnutrition)

---

۱ حوالہ سابق ص ۱۲۶ ۲ حوالہ مذکور ص ۱۲۶ ۳ حوالہ سابق ص ۱۲۶

بے خوف جنسی انارکی

خدا کے خوف اور آخرت کی پکڑ کے تصورات سے تو یورپ نے بہت پہلے اپنے کو آزاد کرلیا تھا، اپنی جنسی انارکی اور جنسی بے راہ روی پر اسے دنیا کے کسی خسارے اور نقصان کا بھی کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ برطانیہ کے مشہور آبادی کے منصوبہ ساز ان ون (Unwin)[1] نے کہا تھا کہ "کوئی بھی سوسائٹی جسے کم از کم تین نسلوں تک قبل از ازدواج جنسی آزادی کی اجازت مل جائے تو وہ بدستور غیر مہذب اور غیر ترقی یافتہ حالت (Zoistic Condition) میں پڑی رہے گی۔ اس حالت میں رہنے کا مطلب ہوگا کہ وہ مذہبی اور سماجی طور طریقوں کی انتہائی قدیم اور پیدائشی طور پر کم سے کم مہذب تشکل وصورت میں ہوگی اور اپنے تئیں اعلیٰ طور طریقوں تک ترقی کے سلسلے میں مدھم سے مدھم تر صلاحیت کا مظاہرہ کر سکے گی"[2] ان ون کے اس خیال پر تبصرہ کرتے ہوئے یہی مصنف کہتا ہے کہ "انسانیات (Anthropology) کی بنیاد پر استوار کیا گیا یہ نظریہ آج اپنے حق میں بہت کم انسانیاتی حمائتی پا سکے گا"[3] اسی طرح برطانیہ ہی کے ایک دوسرے ماہر سماجیات میس (Mace)[4] نے آگاہی دی تھی کہ "یہ حقیقت سائنٹفک طور پر ثابت شدہ ہے اور اسے ہمیشہ چپ چاپ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ جب بھی جنسی پابندیوں میں یکسر ڈھیل برتی گئی ہے۔ بلا استثنار تہذیب زوال کا شکار ہوئی ہے"[5] میس کے اس خیال پر تنقید کرتے ہوئے الکس کمفرٹ اسے تاریخی طور پر قطعی غیر ثابت شدہ قرار دیتا ہے۔ اس کے بقول: "ارتفاع کے اس طرح کے تصور کا واحد مقصد ایک طرح کی نفسیاتی قوت پیدا کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ پانی کو بند میں روک کر بجلی کی طاقت پیدا

---

[1] برطانیہ کے مشہور آبادی کے منصوبہ ساز (Planner) ریمانڈ ان ون (Raymond, Unwin) جن کی اس موضوع پر کتاب Town Planning in Practice: An Introduction to the Art of Designing citeis and Suburbs.
نیویارک ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔ بحوالہ: Principles of Sociology P. 632, 33, 654
by Ronald Freedman et. al. New york 1952

[2] Sex in Socity P 123 [3] حوالہ سابق [4] برطانیہ کے مشہور ماہر =

کی جاتی ہے[1]۔ آگے مصنف اپنی بات کو صاف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قبل از ازدواج مباشرت کی ممانعت پر جو دلائل بھی دیے جاتے ہیں وہ وقتی اور عارضی (adhoc) ہیں۔ انسانیات (an-thropology) کے استنباطات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ دور جدید میں مانع حمل تدابیر نے اس مسئلہ کو صاف حل کر دیا ہے[2]۔

قبل از ازدواج جنسی اباحیت

بات آچکی ہے کہ جنسی اباحیت (Sexual Permissiveness) کا خاص زور اس وقت قبل از ازدواج جنسی اباحیت (Premarital Sexual Permissiveness) پر ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ جدید دنیا میں بعد از ازدواج جنسی اباحیت ثانوی مسئلہ بن چکی ہے۔ نئی تہذیب کا اصل مسئلہ قبل از ازدواج جنسی اباحیت ہے۔ جہاں شادی سے پہلے ہی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شادی کے تمام مراحل سے گزر لینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ سماجیات (Sociology) کے میدان میں "قبل از ازدواج جنسی اباحیت" کو مربوط اور منظم انداز میں پیش کرنے کا سہرا جناب ارا-ال-ریس (Ira. L. Reiss) کے سر ہے۔ جنھوں نے امریکی سماج کے مطالعہ اور اس کے جائزہ کی روشنی میں اپنی آرا اور تحقیقات سے پوری مغربی دنیا کو چونکا دیا ہے اور لوگوں کی نگاہیں اپنی طرف منعطف کر لی ہیں۔ اس میدان میں جناب ارا-ال-ریس کا کیا خاص کارنامہ ہے اس کی تفصیل ان کے ایک قدرداں ہی کی زبان سے سننی چاہیے۔ "ریس (Reiss) کے ۱۹۶۰ء کے کام سے پہلے اباحیت پسندی (Per-missiveness) کے سلسلے میں اس میدان کے مصنفین جنسی اخلاق کی تبدیلیوں کے بیان پر اکتفا کرتے تھے۔ اپنے پیش رووں کی طرح سے ریس نے بھی جنسی اخلاق کی تبدیلی کے سلسلے

= سماجیات سی۔اے۔میس C.A. Mace جن کا مقالہ: Beleifs and Attit-udes in class Relations ٹی۔ایچ۔مارشل (T.H. Marshal) کی مرتبہ کردہ کتاب Class Conflict and Social Stratifacation مطبوعہ لندن ۱۹۳۸ء میں شامل ہے بحوالہ Principles of Sociology P. 407 محولہ بالا۔ ۵ Sex in Society P. 123

حاشیہ صفحہ ہذا۔ [1] حوالہ سابق۔ [2] حوالہ مذکور ص ۱۲۵

میں بڑھتی ہوئی اباحیت پسندی کو بطور پیمانہ کے استعمال کیا، لیکن ان سے ہٹ کر نئی اباحیت پسندی کے مزاج (nature) کی اس نے ایک بہت ہی حرکی تعبیر پیش کی اور یہ وہ چیز ہے جس نے اس کے بعد کے آنے والوں پر بڑا قابل لحاظ اثر ڈالا ہے[1] جناب ریس کی ان تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ: "قبل از ازدواج مباشرت بعض خاص حالات میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بالکل درست ہے جبکہ شادی کے قول و قرار (engagement) کے ساتھ مستحکم رشتہ، محبت یا مضبوط میلان (Strong affection) موجود ہو"[2]

دوہرے معیار کا خاتمہ

قبل از ازدواج جنسی اباحیت (Premarital Sexual Permissiveness) کے نئے فلسفے کی خاص بات یہی ہے کہ اس دائرے میں اس نے مرد اور عورت اور لڑکی اور لڑکے کے معاملے میں دوہرے معیار (Double Standard) کا خاتمہ کر دیا ہے۔ جدید یورپ نے دین و شریعت اور قانون فطرت سے جنگ کر کے کھلی بدکاری و بے حیائی اور بے قید جنسی زندگی کا پروانہ ضرور حاصل کر لیا لیکن لاشعور کا یہ احساس اس کے اندر برابر چٹکیاں لیتا رہا کہ شادی سے پہلے ہی شادی کے تمام مراحل سے گزر جانا اور بن بیاہے باپ اور بن بیاہی ماں کی بات کچھ اچھی نہیں ہے۔ کم سے کم بات یہ تھی کہ لڑکا اگر بے راہ ہو جائے تو شادی سے پہلے لڑکی کی عفت و عصمت کو داغدار نہ ہونا چاہیے۔ قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے نئے نظریئے کی خوبی ہے کہ اس نے اس دوئی اور امتیاز کو بالکل ختم کر دیا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ: "عام اباحی میلان کی لہر اور خاص طور پر شادی کے بغیر مباشرت (Non ma-rital Cohabitation) میں اضافہ، جو اکثر و بیشتر مستقبل میں شادی کا پیش خیمہ بنتا ہے، یہ چیز ایک بدلے ہوئے نظریہ کی نمائندگی کرتی ہے۔ خاص طور پر طبقہ نسواں (Females) کی نسبت سے۔ اس لیے کہ مرد ساتھیوں کی طرف سے جو شادی کی بابت سوچ رہے ہوتے ہیں بکارت کی قدر و قیمت (value of virginity) بالکل غیر اہم ہو کر رہ گئی ہے"[3] معلوم ہے

---

[1] محولہ بالا The Sociology of Sex P. 31, 32

[2] حوالہ سابق ص ۳۱ [3] حوالہ مذکور ص ۳۳

کہ امریکہ کی جنسی انارکی کا سب سے پہلا تفصیلی جائزہ مشہور ماہر حیوانیات (Zoologist) کنزی (Kinsey) نے پیش کیا تھا جس کی رپورٹ کا ایک حصہ ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا تھا۔ اسی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے جناب ہنٹ (Hant) کہتے ہیں کہ: کنزی کی رپورٹ کے بعد ان عورتوں کا تناسب جنہوں نے شادی سے قبل مباشرت کی ہے عملاً بالکل دوگنا ہوگیا ہے۔ اس اضافہ کو جس چیز نے آسان کر دیا ہے وہ یہ تبدیلی ہے کہ دوہرے معیار (double Standard) سے ہٹ کر بات یکساں اباحیت (egalitarian Permissiveness) تک پہنچ چکی ہے۔ صرف ایک چیز فیصلہ کن ہے کہ دونوں شریکوں (Partners) کے درمیان رشتہ میں محبت کو شامل ہونا چاہیے[1] آخر میں جناب ہنٹ توجہ دلاتے ہیں کہ بالغوں (Young adults) اور نوجوانوں (adolescents) میں اتفاقیہ جنس کی مقبولیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"نوجوان مردوں اور نوجوان عورتوں کی ایک بڑھتی ہوئی تعداد اب بالکل نہیں چاہتی کہ قبل ازازدواج مباشرت کو برا بھلا کہا جائے۔ یہاں تک کہ اس صورت میں بھی جبکہ سیاق برائے نام میلان (mild affection) کا ہو یا بالکل ہی نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے طور پر اس کو بہت زیادہ ترجیح دیتے ہوں کہ جنس کو محبت کے ساتھ ملا ہونا چاہیے، اور وہ اپنے کو اسی دائرے تک محدود بھی رکھتے ہوں، لیکن وہ دوسرے غیر شادی شدہ مردوں (males) اور عورتوں (females) میں اتفاقیہ جنس پر نہ تنقید کرتے ہیں اور نہ تو اس کے اندر غلطی کا کوئی شائبہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ اپنے لیے بھی اسے بالکل خارج ازامکان قرار نہیں دیتے"[2]

اس نئے جنسی اخلاق (New Sexual morality) پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے مصنف جان گیگنان (John Gagnon) فرماتے ہیں: "قبل ازازدواج صنف مقابل کے ساتھ جنسی سرگرمی (Hetro sexual activity) کے معاملے میں ہم دونوں جنسوں کے تئیں "ہاں" کے طریقے کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں"[3] جس کی مزید تشریح کرتے ہوئے کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ یہ تبدیلی دوہرے معیار

۱؎ حوالہ سابق ص۳۷ ۲؎ حوالہ سابق ص۳۶ ۳؎ حوالہ مذکور

(double Standard) کے زوال، ساتھ ہی نئے جنسی اخلاق کے بڑھتے اباحی مزاج کی توثیق کرتی ہے[۱]

امریکہ کی صورت حال

قبل از ازدواج جنسی اباحیت (Premarital Sexual Permissiveness) جس کا خاص مرکز امریکہ ہے وہاں اعداد وشمار کی زبان میں اس سلسلے میں کیا صورت حال پائی جاتی ہے اس کا اندازہ ہمیں جان گیگنان کی رپورٹ سے ملتا ہے۔ جس کے مطابق 'ایک بڑا اوسط غالباً ۵۰ فی صدی عورتیں اور تقریباً ۷۰ فی صدی مرد ایسے ہیں جن کا کچھ نہ کچھ مباشرتی تجربہ ہے۔ جبکہ ۲۰ فی صدی مرد اور ۱۵ فی صدی عورتیں ہیں جنھوں نے پوری فراخی کے ساتھ صنف مقابل کے ساتھ جنسی رشتوں (hetro sexual relationship) اور شادی سے قبل مباشرت کا تجربہ کیا ہے[۲] پلے بوائے فاونڈیشن (Play boy Foundation) کی ۱۹۷۳ء کی رپورٹ اس پر اضافہ کرتی ہے جس کا کہنا ہے کہ '۱۹۷۰ء کی دہائیوں میں نئی قبل از ازدواج اباحیت نے نہ صرف اپنے سابقہ ریکارڈوں کو برقرار رکھا ہے۔ بلکہ اس معاملے میں قابل لحاظ ترقی کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ۹۰ فی صدی مرد (males) اور ۸۰ فی صدی عورتیں (females) جن سے انٹرویو لیے گئے، وہ تھے جنھوں نے شادی سے قبل مباشرت کا تجربہ کیا تھا۔ مزید براں یہ بات زور دے کر کہی گئی کہ دوہرے معیار (double Standard) کو فی الواقع بالکل ترک کیا جا چکا ہے[۳] ترقی کی اس رفتار کو ئی تعجب نہ ہونا چاہیے۔ کنزی نے بہت پہلے ۱۹۴۸ء میں امریکہ کے سلسلے میں قریب قریب یہی اعداد وشمار پیش کیے تھے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق زیادہ تر مردوں (males) (۹۲ فی صدی) نے شادی سے قبل مباشرت کا تجربہ کیا تھا۔ جبکہ عورتوں (females) میں اندازاً ۵۰ فی صدی وہ تھیں جنھوں نے قبل از ازدواج مباشرت کا تجربہ کیا تھا۔ اسی سلسلے میں مزید براں یہ بات بھی کہی گئی تھی کہ وہ عورتیں (females) جنھوں نے قبل از ازدواج مباشرت کی تھی انھیں اپنے تجربے پر کسی پشیمانی کا احساس نہیں تھا[۴] اس سے بھی بہت

---

[۱] حوالہ مذکور [۲] حوالہ سابق [۳] حوالہ مذکور ص۳۲ [۴] حوالہ سابق ص۳۰

پہلے ول دورانت نے اپنی کتاب 'فلسفہ کی نیرنگیاں' میں کہا تھا کہ امریکہ کی نصف ملین لڑکیاں اپنے آپ کو اباحیت پسندی کی نذر کر چکی ہیں[1] ایک دوسرے مبصر آج سے قریب چالیس سال قبل امریکہ کے اپنے چشم دید واقعات کے ضمن میں کہتے ہیں "واشنگٹن کے" ویلسن ادارہ معلمین" میں غیر ملکیوں کو انگلش سکھانے والے شعبہ کی ایک خاتون استاد نے لاطینی امریکہ کے طلباء کو امریکی روایات کے بارے میں ایک لیکچر دیا۔ جس کے اختتام پر گوئٹے مالا کے ایک طالبعلم نے کہا۔ "میں نے دیکھا ہے کہ چودہ سال کی لڑکیاں اور پندرہ سال کے لڑکے مکمل جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں۔ یہ چیز بڑی قبل از وقت ہے"۔ اس پر خاتون استاد نے انتہائی پرجوش ہو کر جواب دیا" ہماری زندگیاں انتہائی مختصر ہیں اور ہم چودہ سال سے زیادہ وقت ضائع نہیں کر سکتے[2]۔ مزید براں موصوف واشنگٹن کے ہوٹلوں کے بارے میں اپنا ذاتی مشاہدہ پیش کرتے ہیں۔ "ولایت متحدہ امریکہ پہنچنے کے دو دن بعد میں اپنے مصری ساتھی کے ساتھ ایک ہوٹل میں جا کر ٹھہرا۔ ہوٹل کا ایک سیاہ فام ملازم ہم سے مانوس ہو گیا۔ کیونکہ ہم رنگ داڑھی تھے اور ہمارا برتاؤ بھی اس کے لیے تحقیر آمیز نہ تھا۔ چنانچہ اس نے "مختلف دلچسپیوں" اور سحر خانہ لطف اندوزیوں کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور بتانے لگا بعض کمروں میں اکثر نوجوان جوڑے ہوتے ہیں جو مجھ سے کوکا کولا منگاتے ہیں اور جب میں لے کر جاتا ہوں تو وہ جس حالت میں ہوتے ہیں اسی میں رہتے ہیں اور کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ہم نے تعجب سے پوچھا "کیا وہ شرماتے نہیں"؟ تو اس نے جواب بڑے تعجب سے دیا۔ "کیوں؟ وہ اپنی خواہشات کو تسکین پہنچا رہے ہیں اور لطف اندوز ہو رہے ہیں[3]" امریکہ ہی کے سلسلے میں ایک افسر اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ اس نے ایک کار کے اندر ٹارچ ماری اور ڈرائیور کی کھڑکی کو کھٹکھٹایا۔ لیکن اس کے باوجود ایک جوڑا (اس کے اندر) کسی توقف کے بغیر مباشرت کرتا رہا۔ "تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو"؟ افسر نے پوچھا۔ جواب ملا "تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں"[4]

یورپ کے دوسرے ممالک

یہ حال تو امریکہ کا تھا، یورپ کے دوسرے ممالک کا معاملہ بھی اس سلسلے میں کچھ زیادہ

---

[1] بحوالہ اسلام اور جدید مادی افکار / ۲۲۹۔ محولہ بالا [2] اسلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل / ۸۷
[3] بحوالہ سابق ص ۸۸ [4] The Sociology of Sex P. 133

مختلف نہیں ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے علاوہ یہ انقلابی جنسی تحریک سوویت یونین اور اسکینڈینیویا (Scandinavia) میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اگرچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مقابلہ میں سوویت یونین نسبتاً کم اباحی اور قدامت پسند ہے۔ جبکہ اسکینڈینیویا کے سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ریاستہائے متحدہ سے بھی بڑھ کر جنسی طور پر اباحی ہے[1]۔ سوویت یونین جیسے ان ملکوں میں سب سے کم اباحی بلکہ قدامت پسند کہا گیا ہے، وہاں قبل از ازدواج جنسی اباحیت کا کیا حال ہے، اس کا کسی قدر اندازہ وہاں کے موجودہ صدر مملکت میخائیل گورباچوف کی تعلیمی زندگی کے واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔ جناب گورباچوف جب یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے تو ان کا ہوسٹل اٹھارویں صدی عیسوی کی ایک پرانی بلڈنگ تھی جس میں قریب دس ہزار لڑکے بڑی تنگی اور زحمت سے رہتے تھے۔ لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں بھی ساتھ ساتھ رہتی تھیں۔ طالبات کی رہائش کا انتظام الگ نہیں تھا۔ صرف ان کے باتھ روم الگ تھے۔ ورنہ دوسرے طلبہ کے ساتھ انھیں کوئی امتیاز حاصل نہ تھا۔ چنانچہ اکٹھے رہنے کی وجہ سے طلبہ اور طالبات میں دوستی بھی ہوجاتی تھی اور خلوت کی ضرورت لاحق ہوجاتی تھی[2]۔ جناب گورباچوف جن کی اعتدال پسندی اور مزاج کی سنجیدگی ان کی نئی پالیسیوں سے ظاہر ہے اور جو ایک بااصول اور محنتی آدمی ہیں۔ جو آج روزانہ دفتر صبح ۹ بجے جاتے ہیں اور شام کے ۶ بجے واپس آتے ہیں، ایک انٹرویو میں اپنے سلسلے میں خود انکشاف کرتے ہیں:

"ہم دس طلبہ ایک کمرہ میں رہتے تھے۔ چونکہ ہم سب کو کبھی کبھار خلوت کی ضرورت ہوتی تھی اس لیے ہم نے باہم مشورہ سے طے کیا کہ ہر ایک کو کمرہ کم از کم ایک گھنٹہ کے لیے خالی ضرور مل جانا چاہیے[3]۔"

جناب گورباچوف کی اپنی بیوی رئیسہ سے ان کی اسی ہوسٹل میں آشنائی ہوئی تھی۔

---

[1] حوالۂ سابق ص ۲۷

[2] ایشیا، لاہور - ۲۴ جنوری ۱۹۸۸ء ص ۱۵، ۱۶

[3] حوالۂ سابق

وہ اس زمانہ میں فلسفہ کی تعلیم حاصل کرتی تھیں[۱] قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ جب یورپ کے سب سے کم اباحی (Less Permissive) بلکہ قدامت پسند ملک روس اور اس کے ذمہ دار ترین شہری کی یہ تصویر ہے تو یورپ کے دوسرے بھرپور اباحی اور روشن خیال جدیدیت پسند ملکوں کا کیا نقشہ ہوگا، اس آئینے میں اس کا کسی قدر نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ فرانس کے سلسلے میں پول بیوریو کا یہ تبصرہ کافی پرانا ہے: "نہ صرف بڑے شہروں میں بلکہ فرانس کے قصبات و دیہات تک میں اب نوجوان مرد اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں کہ جب ہم عفیف نہیں ہیں تو ہمیں اپنی منگیتر سے بھی عفت کا مطالبہ کرنے کا، اور یہ چاہنے کا کہ وہ ہمیں کنواری ملے، کوئی حق نہیں ہے۔ برگنڈی، بون اور دوسرے علاقوں میں اب یہ عام بات ہے کہ ایک لڑکی شادی سے پہلے بہت سی "دوستیاں" کر چکتی ہے اور شادی کے وقت اسے اپنے منگیتر سے اپنی گذشتہ زندگی کے حالات چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ لڑکی کے قریب ترین رشتہ داروں میں بھی اس کی بدچلنی پر کسی قسم کی ناپسندیدگی نہیں پائی جاتی۔ وہ اس کی "دوستیوں" کا ذکر آپس میں اس طرح بے تکلف کرتے ہیں گویا کسی کھیل یا روزگار کا ذکر ہے۔ اور نکاح کے موقعہ پر دولھا صاحب جو اپنی دلھن کی سابق زندگی ہی سے نہیں بلکہ اس کے ان "دوستوں" تک سے واقف ہوتے ہیں جو اب تک اس کے جسم سے لطف اٹھاتے رہے ہیں، اس امر کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ کسی کو اس بات کا شبہ تک نہ ہونے پائے کہ انھیں اپنی دلھن کے ان مشاغل پر کسی درجہ میں بھی کوئی اعتراض ہے[۲]۔" مزید براں: "فرانس میں متوسط درجے کے تعلیم یافتہ طبقوں میں یہ صورت حال بکثرت دیکھی جاتی ہے، اور اب اس میں قطعاً کوئی غیر معمولی پن نہیں رہا ہے کہ ایک اچھے خاندان کی تعلیم یافتہ لڑکی، جو کسی دفتر یا تجارتی فرم میں ایک اچھی جگہ پر کام کرتی ہے اور شائستہ سوسائٹی میں اٹھتی بیٹھتی ہے، کسی نوجوان سے مانوس ہوگئی اور اس کے ساتھ رہنے لگی۔ اب یہ بالکل ضروری نہیں کہ وہ آپس میں شادی کر لیں۔ دونوں شادی کے بغیر ہی ایک ساتھ رہنا مرجح سمجھتے ہیں۔ محض اس لیے کہ دونوں کے دل بھر جانے کے بعد الگ ہو جانے اور کہیں اور دل لگانے کی آزادی حاصل رہے۔ سوسائٹی میں ان کے تعلق کی یہ نوعیت سب کو معلوم ہوتی ہے۔ شائستہ طبقوں میں دونوں مل کر آتے جاتے ہیں، نہ وہ خود

---

[۱] حوالہ مذکور
[۲] سید ابوالاعلیٰ مودودی: پردہ ص ۵۷ مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی چودھواں ایڈیشن ۱۹۸۶ء

اپنے تعلق کو چھپاتے ہیں۔ نہ کوئی دوسرا ان کی ایسی زندگی میں کسی قسم کی برائی محسوس کرتا ہے۔ ابتدار میں یہ طرز عمل کارخانوں میں کام کرنے والے لوگوں نے شروع کیا تھا۔ اول اول اس کو سخت معیوب سمجھا گیا مگر اب یہ اونچے طبقوں میں عام ہوگیا ہے، اور اجتماعی زندگی میں اس نے وہی جگہ حاصل کرلی ہے جو کبھی نکاح کی تھی۔[۱]

برطانیہ کے سلسلے میں برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کی ۱۹۵۹ء کی رپورٹ معلوم ہی ہے کہ ’برطانیہ میں ہر تین عورتوں میں ایک عورت ایسی ہے جسے خود یہ اقرار ہے کہ شادی ہونے سے پہلے اس کے جنسی تعلقات رہ چکے ہیں۔ اسی طرح برطانیہ میں ہر بیس بچوں میں ایک بچہ ناجائز اولاد ہوتا ہے[۲] قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے سلسلے میں کم وبیش یورپ کے تمام ممالک کا یہی حال ہے۔

قبل از ازدواج جنسی اباحیت کا مستقبل

جدید دنیا نے جس طرح قبل از ازدواج جنسی اباحیت کو خوب سوچ سمجھ طریقے سے اور پورے اطمینان خاطر کے ساتھ اختیار کیا ہے، اس کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس کے نزدیک اس کا مستقبل روشن ہے اور مستقبل قریب میں ازکار رفتہ قدیم جنسی خیالات کے لوٹ کر آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ جناب بل (Bell) پورے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ ’اباحیت (Permissiveness) کو میلان طبع (affection) کے ساتھ جوڑتے ہوئے قبل از ازدواج مجامعت روز افزوں طریقے پر نوجوان لوگوں کی بہت بڑی تعداد کا مقبول ترین طریقہ ہوگا۔[۳] نئی دنیا امریکہ میں اس نئے جنسی اخلاق کا مستقبل اور بھی روشن ہے۔ چنانچہ کہا جارہا ہے کہ ’اس کا تو اب کوئی امکان نہیں ہے کہ ماضی کی طرف پلٹا جاسکے گا اور کم اباحی اور زیادہ پابندکن حالت دوبارہ واپس آئے گی۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ کچھ ایسے حالات رونما ہوں جن کی اس وقت کوئی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی، خاص طور پر سماجی کنٹرول کے معاملہ میں جو ایک ہلکی جوابی کارروائی (mild backlash)

---

[۱] حوالہ مذکور
[۲] عورت اسلامی معاشرے میں ص۲۲۷ طبع مذکور، مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہوں، کتاب ہذا صفحات ۲۱۷ تا ۲۲۸ ..... نیز، پردہ صفحات ۳۵ تا ۸۸
[۳] The Sociology of sex P. 32

کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔ تاہم اس میں دو رائے نہیں کہ جنس، محض خوشی (Pleasure) کے لیے، ذہن میں بچہ پیدا کرنے کے کسی خیال کے بغیر، شادی کے فائدے (benefit) کے ساتھ یا اس کے بغیر، جب تک کہ معاملہ بالغوں کے درمیان اور رضامندانہ ہو، آزادانہ ہو، زور زبردستی کا (Promiscous) نہ ہو، اور ترجیحی طور پر صنف مقابل کے ساتھ (hetro-sexual) ہو تو یہ چیز امریکی زندگی کے طور طریقوں میں اپنی جگہ بنا لے گی اور بالفرض اگر کوئی جوابی کارروائی (back lesh) ہوگی بھی تو وہ ہم جنس پرستی (homosexuality) نچلے سماجی طبقات میں قانون کی خلاف ورزیوں (illegatimacy) بیسوائی (Prosti-tution) اور فحش نگاری (Pornography) کے خلاف ہوگی۔ لیکن زیادہ تر امکان اس کا ہے کہ مصالحت کی صورتیں نکل آئیں گی جیسا کہ اس سے پہلے مستانوں[1] (Swaigers) کی کھلی شادیوں اور رضامندانہ بدکاری کے سلسلے میں ہو چکا ہے[2]

قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے نئے طور طریقے

مغرب میں جس طرح قبل از ازدواج جنسی اباحیت کا مربوط اور نکھرا ہوا تصور بنا ہے، اس مقصد کے حصول کے لیے نئی اصطلاحات اور نئے طور طریقے بھی ایجاد کیے گئے ہیں۔ رسمی شادی سے پہلے عملاً شادی کے پورے فائدے حاصل کر لینے کے لیے پہلے لومیرج اور کورٹ شپ وغیرہ کی اصطلاحات مروج تھیں۔ شادی سے قبل محبت کے طور طریقوں میں ترقی کے ساتھ اب ان کی اصطلاحات میں بھی ترقی ہو گئی ہے۔ مغرب میں شادی سے قبل نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان شریک حیات کے انتخاب کے آڑ میں دوستی و محبت کی جو کھلی چھوٹ حاصل ہے، جس کی اکثر و بیشتر والدین کی طرف سے

---

[1] امریکی معاشرے کی مخصوص اصطلاح جس کا ترجمہ ایک لفظ میں کرنا مشکل ہے۔ امریکی لغت میں اس کے معنی ہیں: ایسا شخص جو پیچیدہ، حد درجہ فیشن پرست، پھرتیلا اور خاص طور پر خوشی اور مسرت کی تلاش میں آزاد اور بے لگام ہو۔ (Swaiger: a Person who is sophisticated, ultra, fashion-able, active, un inhibited, etc. esp. in the Persuit of Pleasure)
New world Dictionary of the American Language, Second College Edition, U.S.A. 1980

[2] The Sociology of sex P. 39, 40.

بھی پوری اجازت ہوتی ہے، اس طریقے کی نئی اصطلاح ڈیٹنگ (Dating) اور پیٹنگ (Petting) کی ہے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں پہلے ڈیٹنگ اچھی ہے پھر پیٹنگ۔

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جوان لڑکے اور لڑکیاں آپس میں بے جھجک ملتے جلتے ہیں۔ سیر سپاٹے کرتے ہیں، غرضیکہ ہر طرح کی تفریح کرتے ہیں تاکہ شادی سے پہلے وہ ایک دوسرے کو بخوبی سمجھ سکیں۔ یہ پہلا قدم ہوتا ہے۔

دوسرا قدم آگے بڑھاتے ہوئے وہ جسمانی دوری کو ختم کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے سے لپٹنا، چومنا اس سلسلے میں عام سی بات ہوتی ہے اور اس طرح کے عام جنسی کھیل کے ذریعہ وہ ایک دوسرے کو اور زیادہ "سمجھنے" کی کوشش کرتے ہیں۔

تیسرا قدم ایک دوسرے کو "ٹٹولنے" کا ہوتا ہے۔ جس کے تحت وہ ایک دوسرے کے جسمانی اعضاء (عضو تناسل، عضو مخصوصہ، پستان وغیرہ) کو چھونے اور ان کے ساتھ کھیلنے کے لیے آزاد ہوتے ہیں۔

اس کے بعد ان کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ کیا وہ ایک کامیاب خاوند بیوی بن سکیں گے؟ فیصلہ اگر 'ہاں' میں ہو تو وہ شادی کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور اگر اتنا لمبا، اتنا آزادانہ جنسی کھیل کھیلنے کے بعد وہ محسوس کریں کہ ان کا مزاج اور عادتیں آپس میں نہیں ملتیں تو کسی دوسرے جوان لڑکے یا لڑکی کے ساتھ یہی سلسلہ دوسری، تیسری بار یا بہت بار چلتا رہتا ہے۔[1]

ڈیٹنگ، پیٹنگ اور نیکنگ

ڈیٹنگ (Dalting) اور پیٹنگ (Petting)[2] کا مطلب دوسرے لفظوں میں 'لو میرج' یا 'محبت کی شادی' ہے۔ شادی سے پہلے اور شادی کے لیے جوان لڑکوں، لڑکیوں کا ایک دوسرے سے ملنا جلنا، ایک دوسرے کے لیے کشش محسوس کرنا، ایک دوسرے کو پسند کرنا اور شام کو دیر تک مل کر باہر رہنا "ڈیٹنگ" کہا جا سکتا ہے۔

---

[1] ڈاکٹر کیول دھیر: سیکس نوجوانوں کے لیے / ۱۵۶۔ شمع بک ڈپو، نئی دہلی۔

[2] ڈاکٹر کیول دھیر کی کتاب مذکور میں شاید طباعت کی غلطی سے (Patting) A سے چھپ گیا ہے۔ ص ۱۵۹ صحیح لفظ (Petting) E کے ساتھ ہے۔

مغربی سماج میں 'ڈیٹنگ' دو طرح کی ہوتی ہے: ایک مجموعی اور دوسری ذاتی
مجموعی ڈیٹنگ میں بہت سے لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ کسی دعوت، پکنک، کلب، اسکول، کالج وغیرہ میں جمع ہوتے ہیں اور ایسے موقعوں پر جوان لڑکے، لڑکیاں ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرتے ہیں، اور پھر ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے کے لیے کشش پیدا ہوتی ہے، پھر آہستہ آہستہ وہ زیادہ نزدیک آتے جاتے ہیں اور اس کے بعد ڈیٹنگ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور وہ دونوں اکیلے میں ملنے لگتے ہیں۔

مغرب میں جوان لڑکے لڑکیوں کے آزاد میل ملاپ کا دوسرا پڑاؤ نیکنگ (Necking) کہلاتا ہے۔ نیکنگ (Necking) انگریزی لفظ (Neck) سے نکلا ہے جس کے معنی 'گردن' کے معلوم ہیں۔ 'نیکنگ' کا مطلب ہے جوان لڑکے اور لڑکی کے درمیان ایسے جسمانی تعلقات جو گردن کے اوپری حصے تک محدود ہوں۔ اس کے تحت عموماً بوسہ بازی کی جاتی ہے۔

تیسرا آخری مرحلہ پیٹنگ (Petting) یعنی 'سہلانے' کا ہوتا ہے۔ جس کے تحت جوان لڑکے لڑکیاں گردن کے نیچے کے جسمانی اعضاء سے کھیلتے ہیں، جس میں اعضا کو چھونا، سہلانا، پیار کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اس طریقے میں بعض لڑکے لڑکیاں جنسی ہیجان کی حالت میں آجاتے ہیں اور مباشرت کر لیتے ہیں۔ بعض مباشرت نہیں کرتے لیکن دیگر جنسی کھیل کے ذریعہ جنسی لطف حاصل کر لیتے ہیں[1]۔

ایک اندازے کے مطابق مغرب کے موجودہ سماج میں لگ بھگ پچاس فی صدی تعداد ان نوجوان لڑکے لڑکیوں کی ہے جو کسی نہ کسی طرح شادی سے قبل ہی مباشرت کا تجربہ حاصل کر لیتے ہیں۔ باقی پچاس فی صدی میں سے بھی کافی تعداد میں لڑکے لڑکیاں یا تو ایک آدھ بار مباشرت کر چکے ہوتے ہیں اور یا ڈیٹنگ، پیٹنگ کی آڑ میں جنسی تسکین کا احساس حاصل کر چکے ہوتے ہیں[2]۔

بات آچکی ہے کہ مغرب نے 'جنسی اباحیت' کا طریقہ پورے شرح صدر کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ جس پر اسے کوئی شرمندگی نہیں ہے۔ قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے نئے طور طریقوں ڈیٹنگ اور پیٹنگ کے سلسلے میں بھی اسے ایسا ہی شرح صدر حاصل ہے۔ چنانچہ شادی سے قبل، ازدواجی زندگی کی کامیابی اور تال میل کے لیے، جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو مباشرت کا تجربہ

---

[1] سیکس نوجوانوں کے لیے ص ۱۵۹-۱۶۱ [2] حوالہ سابق ص ۱۶۶

حاصل کر لینے کی جو تحریک ان دنوں مغرب میں چل رہی ہے، اس تحریک کو نئی نسل کی پوری حمایت حاصل ہے۔ اسکینڈینوین خواتین کی ایک جماعت نے وسیع طور پر اپنے اس نظریہ کا پراپیگنڈا کیا ہے کہ ساری دنیا کے سماج کو اس دقیانوسی خیال سے آزاد ہونا چاہئے کہ کوئی عورت یا مرد صرف ایک ہی مرد یا عورت کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرسکتا ہے۔ نوجوان نسل میں کافی مقبول اس جماعت کی رائے ہے کہ شادی سے پہلے یا بعد میں تمام جوان مردوں، عورتوں کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ جب اور جس کے ساتھ چاہیں مباشرت کر سکیں۔[1]

جنسی آزادی کی بعض اور صورتیں

اس کے ساتھ ہی مغربی ممالک میں جنسی آزادی کی دوسری صورتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان ممالک میں جا بجا ایسے کلب یا مرکز قائم ہیں جہاں جوان لڑکے لڑکیاں جنسی تعلیم حاصل کرنے کی آڑ میں کھلے عام جنسی تعلقات قائم کرکے جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ مزید براں قوت امساک میں اضافہ کرنے اور زیادہ سے زیادہ جنسی لطف حاصل کرنے کے لیے وہاں جوان اور بڑی عمر کی عورتوں، مردوں میں جنسی اعضا کی پلاسٹک سرجری کرانے کا رواج بھی ہے۔ اسی مقصد کے لیے دیگر بہت سے مصنوعی طریقے بھی اختیار کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح مغربی سماج میں جنسی عیاشی کے لیے مصنوعی عضو تناسل اور اسی طرح عورت کے مصنوعی عضو مخصوصہ کا کافی استعمال کیا جاتا ہے۔ شادی سے قبل یا کسی بھی وقت جنسی خواہش ہونے پر کال گرلز (جدید طوائف) اسی طرح میسر ہیں۔ جیسے ضرورت پڑنے پر کسی دکان سے ریڈی میڈ کپڑے خریدے جاسکتے ہیں۔[2]

---

[1] حوالہ مذکور ص ۱۵۷۔ تازہ اطلاعات کے مطابق ہندوستان میں بھی یہ وبا کسی نہ کسی درجے میں پھیل چکی ہے۔ جنسی جرائم اور جنس کے راستے منتقل ہونے والی بیماریوں کے علاوہ بن بیاہے حمل اور کمسن ماؤں کا سلسلہ یہاں بھی شروع ہو چکا ہے۔ مدراس کے کالج کے طالب علموں کے ایک حالیہ جائزے کے مطابق جوانوں اور بالغوں کی کافی بڑی تعداد بڑوں اور بزرگوں کی خواہش کے علی الرغم جنسی تعلقات رکھنے لگی ہے اور نوبت بایں جا رسید کہ اس کے صحیح یا غلط ہونے کے لیے فکرمند ہونے کے بجائے ماہرین کا سارا زور جنسی تعلیم کے ذریعہ ان کے مسائل کے حل کی طرف ہے۔ ملاحظہ ہو 'انڈین ایکسپریس' نئی دہلی، ۲۹ فروری ۱۹۸۸ء رپورٹ (Sex Education in Schools must) 'جنسی تعلیم اسکولوں میں ناگزیر ہے'۔

[2] حوالہ سابق ص ۱۵۷ - ۱۵۸

قبل از ازدواج جنسی اباحیت ــــ سماجی سیاق کے چند نمونے

قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے سلسلے میں جناب ارا ـ ال ـ ریس (Ira. L. Reiss) کا نام ایک سے زائد بار آچکا ہے ۔ قارئین کو ان کی تحقیقات و انکشافات کا انتظار ہوگا ۔ جناب ارا ـ ال ـ ریس کے سلسلے میں معلوم ہے کہ جدید سماجیات میں انھوں نے قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے نظرئے کو پہلی بار متعین شکل وصورت اور مربوط ومنظم انداز میں پیش کرکے اسے فنی اعتبار عطا کیا ہے ۔ اس وقت موصوف کی کتاب 'قبل از ازدواج جنسی اباحیت کا سماجی سیاق (The Social Context of Premarital Sexual Permissiveness) ہمارے پیش نظر ہے جس میں مصنف کی طرف سے امریکہ کے چھ اسکولوں اور کالجوں کے طالب علموں سے مطالعہ اور جائزہ کے جدید طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے تفصیلی سوالات کیے گئے ۔ اسی مقصد سے ایک اور جائزے (National Adult Semple) کو بھی استعمال کیا گیا ۔ اس طرح کل طالب علموں کی تعداد دو ہزار سات سو چونتیس (۲۷۳۴) رہی ۔ مطالعہ اور جائزے کا یہ تمام کام سنہ ۱۹۵۹ء سے لے کر سنہ ۱۹۶۳ء تک میں انجام پایا[۲] ۔ اسی مطالعہ اور جائزے کی روشنی میں مصنف نے قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے سیاق وسباق کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اس سلسلے میں مصنف نے اپنے سے پچھلے جائزوں کا بھی حوالہ دیا ہے ۔ مثال کے طور پر سنہ ۱۹۳۰ء کے دوران دو خواتین صحافیوں نے بھی کالج کے طالب علموں کے رجحانات کا مطالعہ کیا تھا ۔ اس کے مطابق جو نمونے ہاتھ آئے ان میں ۲۵ فی صدی عورتیں (females) اور ۵۲ فی صدی مرد (males) غیر کنوارے تھے ۔ مصنف کے بقول سنہ ۱۹۶۰ء کے جائزوں تک کم وبیش یہی اوسط برقرار رہتا ہے[۳] ۔ قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے سلسلے میں مصنف نے جو جائزہ لیا ہے اس کی رو سے ۳ فی صدی لڑکیوں اور ۶۳ فی صدی لڑکوں نے مباشرت کا اعتراف کیا جبکہ ایوا کالج (Iowa College) کے نمونہ کے مطابق ۳۲ فی صدی لڑکیاں اور ۴۶ فی صدی لڑکے وہ تھے جنھوں نے مباشرت کو تسلیم کیا ۔ دوسرے

۱؎ حوالہ سابق ص۱۵۷-۱۵۸ ۲؎ Ira. L. Reiss: The Social Context of the Premarital Sexual Permissiveness. P.12.13 بحوالہ بالا ۳؎ حوالہ سابق ص۱۵

بُرے نمونوں کے بالمقابل ایوا کالج کے نمونے (Sample) میں لڑکیوں کی عمر ایک سال زائد تھی۔[۱] اسی ایوا کالج کے دوسرے نمونے کے مطابق وہ لڑکے لڑکیاں جن کی اپنے اباحی معیار کے دوران شادی کی بات چیت پکی ہوچکی تھی ان میں ۶۱ فی صدی کا تناسب تھا جس نے اپنے طور پر مباشرت تسلیم کی۔ جبکہ ۲۵ فی صدی وہ عورتیں جو اس عمل میں جذباتی طور پر تو وابستہ نہ تھیں تاہم انھوں نے مباشرت کو تسلیم کیا۔ البتہ مردوں کے سلسلے میں صورت حال برعکس تھی۔ ۴۲ فی صدی لوگ جن کی شادی کی بات پکی ہوچکی تھی انھوں نے اپنے طور پر مباشرت کو تسلیم کیا۔ جبکہ ۶۹ فی صدی وہ لوگ تھے جو جذباتی طور پر تو وابستہ نہ تھے لیکن انھوں نے مباشرت کو تسلیم کیا۔[۲]

اس مطالعہ کے نتیجہ میں قبل از ازدواج جنسی اباحیت کے سلسلے میں 'سماجی سیاق' (Social Context) کی تعیین جس انداز سے کی گئی ہے اس کے کچھ نمونے بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوں گے۔ مثال کے طور پر اس جائزے سے پتہ چلتا ہے امریکہ کی سیاہ فام آبادی (Negroes) وہاں کی سفید فام آبادی (Whites) سے زیادہ اباحی ہے[۳] اسی طرح اس مطالعہ نے بتایا کہ نیگروں کے اسکول اور نیویارک کا سفید فاموں کا کالج، یہ تین اسکول ہیں جو اباحیت پسندی میں بہت بڑھے ہوئے ہیں[۴] نیز یہ کہ: نیگرو اور مرد (males) سفید فاموں اور عورتوں (females) سے بہ ترتیب زیادہ اباحی ہیں[۵]۔ روایتی طور پر جو گروہ زیادہ اباحی ہے وہ یہی نیگرو اور مرد ہیں[۶]۔ سماجی حیثیت سے جو گروہ زیادہ پست ہیں وہ زیادہ اباحی ہیں[۷]۔ وہ علاقے جو شہری سہولیات سے زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہیں وہ اتنے ہی اباحی ہیں[۸]۔ سفید فاموں کے ہائی اسکول کے طالب علم اباحیت کے معاملہ میں پست تھے اور رومانوی محبت کے معاملہ میں بڑھے ہوئے تھے۔ جبکہ سفید فاموں کے کالج کے طالب علم اباحیت میں بڑھے ہوئے تھے اور رومانوی محبت میں پست تھے۔ یہی منفی رشتہ عورتوں (females) کے سلسلے میں بھی پوری طرح برقرار رہا۔ نیگروں

۱۔ حوالہ مذکور ص ۱۰۵ ۲۔ حوالہ سابق ص ۱۱۳ ۳۔ حوالہ سابق ص ۲۶، ۲۷

۴۔ حوالہ مذکور ص ۳۰ ۵۔ حوالہ سابق ص ۳۸ ۶۔ حوالہ مذکور ص ۵۲

۷۔ حوالہ سابق ص ۶۰ ۸۔ حوالہ مذکور ص ۶۷

کے معاملہ میں البتہ صورت حال مختلف رہی ۔جتنا ہی زیادہ وہ رومانوی محبت میں بڑھے ہوتے، اتنا ہی زیادہ وہ اباحیت میں بڑھے ہوئے تھے۔ عورتوں (females) کے سلسلے میں رشتہ کی یہ صورت پوری طرح کام کرتی رہی[۱]۔ امریکہ کی عورتیں مردوں کے مقابلہ میں کم اباحی ہوتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ والدین اباحیت کی اجازت تو لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو دیتے ہیں۔ البتہ لڑکیوں کے حق میں یہ اجازت ذرا کم ہوتی ہے[۲]۔ اباحیت پسندی کے سلسلے میں آدمی اپنے والدین کے بالمقابل اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے زیادہ قریب ہوتا ہے[۳] وغیرہ وغیرہ

اس پورے جائزے کے بعد مصنف آخر میں بطور خلاصہ فرماتے ہیں کہ 'دور قدیم کی یادگار دوہرے معیار اور عفت مآبی کی تقسیمات (abstinence classification) کے بجائے میلان طبع کے ساتھ اباحیت (Permissiveness with affection) یہی چیز اب روزافزوں طریقے پر ہر جگہ پائی جاتی ہے[۴]۔ کتاب کا مصنف اس صورت حال پر پوری طرح خوش اور مطمئن ہے۔ اس صورت حال کے برعکس اگر کسی سرپھرے کی خواہش ہو کہ یورپ پاکبازی اور عفت مآبی کے راستے پر گامزن ہو جائے اور جنسی اباحیت کے نام پر جنسی انارکی کے راستے کو چھوڑ دے تو مصنف اس طرح کے لوگوں کو اطمینان دلاتا ہے کہ یورپ کی تاریخ سے اس طرح کی کسی خواہش کا کوئی میل نہیں ہے۔ ان کے بقول: 'ایک فرد اپنے طور پر عفت مآبی کے معیار کا انتخاب کر سکتا ہے لیکن اسے اس حقیقت کو اچھی طرح تسلیم کرنا چاہیے کہ اپنی پوری دو ہزار سالہ تاریخ میں مغربی دنیا مردوں کی ایک نسل کی بھی اکثریت کو اس ضابطہ کا پابند بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے[۵]

---

[۱] حوالہ سابق ص۸۰ [۲] حوالہ مذکور ص۹۲ [۳] حوالہ سابق ص۱۳۷، ۱۳۹
[۴] حوالہ مذکور ص۱۷۶ [۵] حوالہ سابق